www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

فکر و نظر

فکر و نظر کے کالموں میں محدث کے مدیر اعلیٰ کی یکم جنوری ۱۹۷۴ء کے روز "صدق" کے موضوع پر ریڈیو پاکستان سے نشری تقریر ہدیۂ قارئین ہے ——— (ادارہ)

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصِّدِّيقُونَ (الحدید: ۱۹)

صدق کا لفظ ہمارے ہاں عموماً سچ بولنے کے معنی میں لیا جاتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اخلاق و فضائل میں سچ بولنے کو بڑی اہمیت حاصل ہے تاہم صدق کا مفہوم سچ کہنے سے وسیع تر ہے کیونکہ بسا اوقات بظاہر سچی بات کہنے والا بھی اپنی حالت کے اعتبار سے جھوٹا ہوتا ہے اور ہم بھی اسے جھوٹا کہتے ہیں مثلاً ہم اپنے محاورہ میں اس واعظ کو جھوٹا کہیں گے جس کا عمل اس کے وعظ کے برعکس ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن کریم میں ایسے لوگوں کو جھوٹا کہا ہے جن کا قال حال سے مختلف ہو خواہ ان کی بات فی نفسہ کتنی ہی درست کیوں نہ ہو؟

مثلاً سورۃ "المنافقون" میں فرمایا:

إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ ۝

(اے پیغمبر!) منافق لوگ آپ کے پاس آن کر اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ آپ رسول اللہ ہیں۔ اللہ خوب جانتے ہیں کہ آپ اس کے رسول ہیں لیکن منافق جھوٹے ہیں۔

ظاہر ہے کہ منافقوں کی بات واقعہ میں بالکل درست تھی لیکن چونکہ وہ آپ پر دل سے ایمان نہ لاتے تھے اس لیے جھوٹے قرار دیے گئے۔ قرآن کریم کی جو آیت کریمہ شروع میں تلاوت کی گئی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے "صدیق" (بہت سچے) کی تعریف یوں فرمائی ہے کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں یعنی دل سے اللہ اور اس کے رسولوں کو اس طرح تسلیم کرتے ہیں کہ تسلیم و رضا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کا قال و حال بن جاتا ہے وہی "صدیق" ہیں۔ اسی حقیقت کو دوسری جگہ یوں واضح فرمایا۔

أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ ○ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ ○

کیا لوگوں نے یہ گمان کر لیا ہے کہ ان کا زبان سے آمنّا کہہ دینا کافی ہے اور وہ زبانی جمع خرچ سے ہی نجات حاصل کر لیں گے (واضح ہو کہ) اللہ تعالیٰ نے پہلی امتوں کی آزمائش کی تھی اور اب بھی سچ کہنے والوں کو جھوٹوں سے ممتاز کرے گا۔ (العنکبوت: ۲،۳)

ان آیات کے مفہوم سے بالکل واضح ہے کہ "صدق" تسلیم و رضا اور راست روی کے بغیر تکمیل نہیں پاتا۔ جن لوگوں نے اس مفہوم کو مدنظر رکھا انہوں نے اس کی حقیقت کو اپنایا اور صدیق قرار پائے۔ ابھی چند روز بعد مسلمان خلیل اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کی یادگار منائیں گے جسے عیدالاضحیٰ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یہ کیا ہے؟ ابراہیم علیہ السلام کی وہی تسلیم و رضا اور صدق کی یادگار ہے جس کی بنا پر انہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے "صدیق" کا خطاب ملا۔ قرآن نے مختلف مقامات پر یہ ساری روئیداد یوں پیش کی ہے:۔

إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمْ قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِينَ ○ (البقرۃ: ۱۳۱)

وَإِذِ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمٰتٍ فَأَتَمَّهُنَّ ط (البقرۃ: ۱۲۴)

إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا ○ (مریم: ۴۱)

یعنی اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو مسلمان بننے کا حکم فرمایا تو ابراہیم نے رب العلمین کا فرمانبردار بننے کا اقرار کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ کی ہر طرح سے آزمائش کی تو تن من دھن سے پورے اترے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے "صدیقیت" کے خلعت سے نوازا۔

عورتوں میں عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو قرآن "صدیقہ" کے لقب سے یاد کرتا ہے صنفِ نازک کی کمزوری کے مدنظر کٹھن حالات میں مریم علیہا السلام کا اعلیٰ کردار ان کی صداقت کی منہ بولتی تصویر ہے انہی نفوسِ قدسیہ کی سچی یاد کو قرآن "لِسَانَ صِدْقٍ" (مریم: ۵۰) اور اسی طرح کے راست اقدام کو "قَدَمَ صِدْقٍ" (یونس: ۲) سے تعبیر کرتا ہے۔

زبانِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی خطاب خلیفۂ اوّل حضرت ابوبکر صدیقؓ اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ملے ظاہر ہے کہ اس خصوصی خطاب کی وجہ سے صرف یہ نہ تھی کہ سچ بولنے میں ان کا مرتبہ دوسرے صحابہ سے بلند تر تھا بلکہ اس خطاب کے یہ دونوں اس لیے مستحق ہوئے کہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ اور اس کے رسولؐ کے لیے کامل سپردگی اور تسلیم و رضا کے پیکر ہونے میں اپنی مثال آپ تھے۔

صدق اور صدیقیت کے معنی واضح ہو جانے کے بعد اگر یہ کہہ دیا جائے کہ صدق کو تمام اخلاقِ فاضلہ میں مرکزی اور بنیادی حیثیت حاصل ہے اور یہ سب کی روح ہے تو مبالغہ نہ ہوگا۔

ان چند باتوں کو سچائی کی اہمیت کے طور پر اولیں حیثیت اس لیے دی گئی ہے کہ عموماً صدق کے بیان میں یہ حصہ بین السطور رہ جاتا ہے و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین

نِعمتِ المُرضِعۃ وبِئستِ الفاطمۃ

"اَنَا وَلَاغَیْرِیْ" کے جہاں نقارے بجتے ہیں وہاں ماتم کی دھنیں بھی بلند ہوتی ہیں۔ جہانِ دنیا کا دستور ہی کچھ ایسا ہے ؎

دریں چمن کہ بہار و خزاں ہم آغوش است
زمانہ جام بدست و جنازہ بردوش است

کل تک پنجاب کے سابق وزیر اعلیٰ جناب غلام مصطفیٰ کھر، مملکتِ پاکستان کے سب سے بڑے اور سب سے عظیم صوبے کے سیاہ و سفید کے مالک تھے، آواز میں طنطنہ تھا، گونج تھی، گرج تھی، رفتار میں بلا کی شوخی تھی، نگاہ میں مستیٔ اقتدار کا خمار تھا، ان کی ہر بات قانون تھی، قانون شکن تھی، ان کے ماتھے کی ہر شکن ملک و ملت کی تقدیر کی سطریں تصور کی جاتی تھیں، جدھر کو رخ کرتے ادھر کو آسمان بدل جاتا، زمین بدل جاتی۔ ان کے اشارۂ ابرو پر سمندر کی لہریں رقص کرتیں، سیلاب کے رُخ بدل جاتے، قائدِ پنجاب تھے، زندہ باد تھے۔ کھڑے ہوتے تو قبروں سے مردے اٹھ کھڑے ہوتے، حکم دیتے تو چاروں طرف سے "حق حق" کی صدائیں بلند ہوتیں، قوم کے بدمعاش، ان کی آواز پر ان کے ملائکہ دکھائی دیتے، سر جھکا کر پر مارتے، لبیک لبیک کا شور مچاتے، پھر وہ کاٹ کرتے کہ چشم زدن میں گستاخوں اور کافروں کے کشتوں کے پشتے لگ جاتے، حسین تھے، محبوب تھے، محبوبِ عوام تھے۔ قائدِ پنجاب تھے، ان کی لٹھ میں جان تھی۔ قہرِ الٰہی تھی، بینا تھی۔ بلا کی قوتِ شامہ رکھتی تھی، سونگھ کر سب کچھ بتا دیتی۔ اور فیصلہ سنا دیتی، مگر سنا ہے کہ:

وہ صاحب اب "غفرلہ" ہو گئے ہیں۔ جاتے ہوئے خوب تڑپے ہیں، بلبلائے ہیں، بے وفاؤں کو اپنے "مظالم" کے یوں واسطے دیے جیسے قوم پرور بھی ان سے کوئی کرم تھے، اب نگاہوں میں سکنت، زبان میں لجاجت، بات میں ارادت، آواز میں سعادت مندی تھی، لٹھ گھمانے والے، قوم کو اب دعائیں دینے لگے۔ سفارشیں سننے والے اب سفارش کرنے کو اٹھ دوڑے، الغرض جنھوں نے ان کے یہ دونوں دور دیکھے، بے ساختہ ان

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی زبان سے نکلا :-

وداع و وصل جدا گانہ لذتے دارد

ہزار بار برو ، ہزار بار بیا

انھوں نے اقتدار کو دوبالا کرنے کے لیے بڑے بڑے جتن کیے ، سفر و حضر میں جناب بھٹو کے ساتھ رہے کہ اقتدار کی ریوڑیاں تقسیم ہوں تو یہ محروم نہ رہیں۔ وقت آیا تو گورنر بنے ، گورنر بھی بھری دو" کے ، قرون مظلمہ کی تاریخ دہرادی ، جب محسوس ہوا کہ "گورنری" اور اس کا رنگ کچھ پھیکا پڑنے کو ہے ، رعب و داب دو آتشہ ہونے کے بجائے ڈاؤن ہونے والا ہے تو پوری برق رفتاری کے ساتھ گدی بدلی ، قومی اسمبلی کی سیٹ کی قربانی دی کہ مزاکرہ نہ ہو ، وزیر اعلیٰ بنے کہ شاید پہلے سے بھی کچھ "سوا" ہاتھ لگے۔ کروفر سلامت رہے دن دونی رات چوگنی ترقی ہو مگر آہ :-

ہم نے لاکھوں ہی آشیاں بدلے

ابر کی برق باریاں نہ گئیں

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا سچ فرمایا :

نعمت المرضعة وبئست الفاطمة (بخاری)

اقتدار کی ابتدا خوب اور انتہا بری ہوتی ہے۔ بالکل یوں جیسے دودھ پلانے والی ماں جب تک دودھ پلاتی ہے اچھی لگتی ہے لیکن جب وہی ماں دودھ چھڑانے لگتی ہے تو بچے کی جان پر بن جاتی ہے۔

جناب کھر کی پوری ہسٹری ، اقتدار سے پہلے ، دوران اقتدار اور اقتدار کے بعد کی گھڑیاں ، مرقع عبرت ہیں ، جو لوگ چندروزہ اقتدار کے لیے بدحواس ہو رہے ہیں ، انھیں ان کے انجام سے سبق لینا چاہیے۔ خاص کر ان لوگوں کے انجام سے جو اقتدار کے دنوں میں بدمست اور غیر محتاط ہو رہے ہیں۔

کھر صاحب کی علیحدگی ، کچھ آخری حادثہ نہیں ہے کہ کہیں چلو چھوٹی ہوئی بلکہ رونا یہ ہے کہ یہ اس جوڑ توڑ کی سردس کی بسم اللہ ہے ، جس کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ خدا جانے اس کا کیا انجام ہو ، اور ملک کے سب سے بڑے صوبے بلکہ پورے ملک کو اس کا کل کیا خمیازہ بھگتنا پڑے۔ جو اُبر اُٹھا ہے ، خدا جانے برق باریاں کتنی کرے اور ان کا نتیجہ کیا نکلے ——— بہرحال خود اصحاب قصہ بھی حیران ہیں کہ خبر نہیں کل کیا ہو ؟

خضر کیونکر بتائے کیا بتائے

اگر ماہی کہے ، دریا کہاں ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ